رُوئیداد

تاریخی مباحثہ

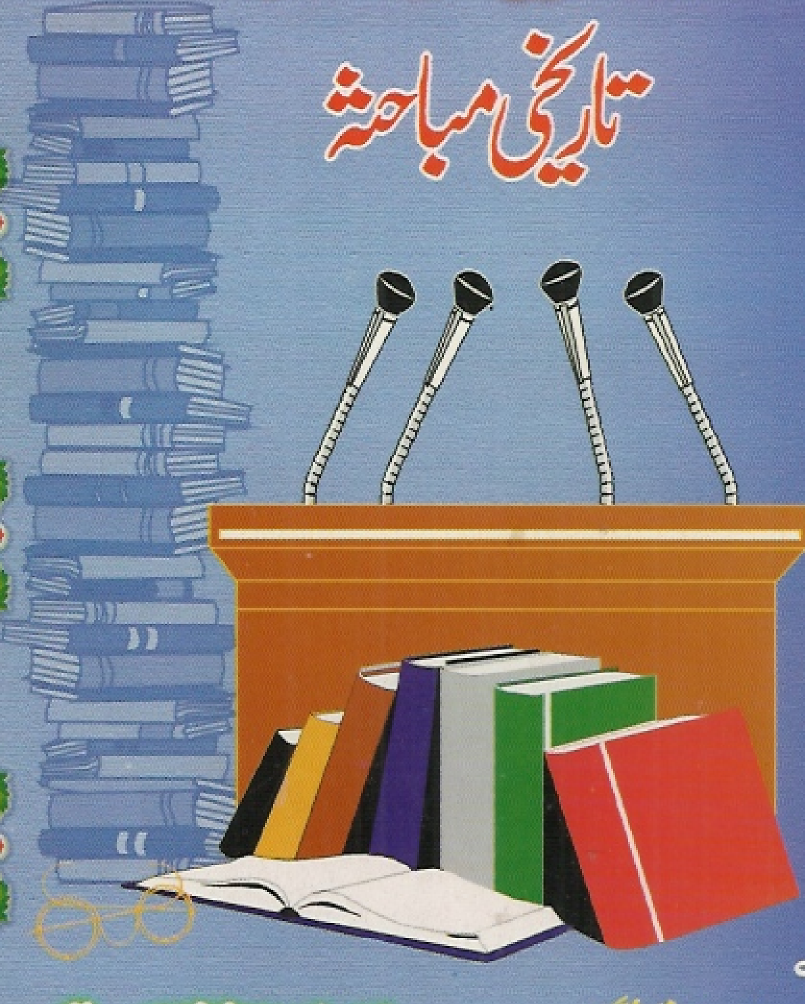

مابین

حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۹۸۶ء) (اہلسنت)

مولوی محمد اسماعیل آف گوجرہ (المتوفی ۱۹۷۶ء) (شیعہ)

نعمان اکادمی

(جہانیاں منڈی خانیوال)

روئیداد

تاریخی مباحثہ

احسان پور ضلع رحیم یار خاں

مابین

حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۹۸۶ء) (اہلسنت)

مولوی محمد اسماعیل آف گوجرہ (المتوفی ۱۹۷۶ء) (شیعہ)

مرتبہ

مولانا پیر فتح محمد قادری سجادہ نشین جلال پور پیر والا

ضلع ملتان

ناشر

نعمان اکادمی جہانیاں منڈی (خانیوال)

0321-4094312

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمْ

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب -------- روئیداد تاریخی مباحثہ

موضوع -------- ردشیعہ

مرتب -------- حضرت علامہ پیر فتح محمد قادری

صفحات -------- ۱۶

کمپوزنگ -------- **ورڈز میکرو** لاہور

سرورق -------- محمد رمضان فیضی

اشاعت -------- ۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
مطابق ۱۹ جون ۲۰۰۲ء

مطبع -------- اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر -------- نعمان اکادمی جہانیاں ضلع خانیوال

قیمت -------- ۱۲ روپے

ملنے کے پتے

نعمان اکادمی جہانیاں ضلع خانیوال

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 7225605

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور 7221953

فرید بک سٹال اردو بازار لاہور 7312173

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ داتا گنج بخش روڈ لاہور 7115178

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

(شیعہ ترجمان) اخبار ''درنجف'' سیالکوٹ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ء کا پرچہ آج ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کو ایک دوست نے مجھے دکھایا' جس میں ریاست بہاول پور ضلع رحیم یار خاں کے موضع احسان پور میں منعقدہ سنی شیعہ اجتماعات کے سلسلہ میں ایک طویل بیان شائع ہوا ہے' اس بیان کو پڑھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی' چونکہ میں حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ کا شاگرد ہوں اور موضع احسان پور میں حضرت ممدوح کے ساتھ موجود تھا' وہاں کے تمام واقعات میرے سامنے رونما ہوئے' حضرت قبلہ کاظمی صاحب کا مولوی اسماعیل آف گوجرہ کو بصد مشکل اپنی قیام گاہ پر بلانا اور نہایت متانت و سنجیدگی اور عالمانہ وقار کے ساتھ فاضلانہ گفتگو فرمانا' مولوی اسماعیل آف گوجرہ کے جملوں پر عالمانہ گرفت اور دلائل سے ان کو لاجواب کرنا' بالآخر حضرت علامہ کاظمی صاحب کی جلالت علم سے مرعوب ومبہوت ہو کر مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب کا مع اپنی پوری پارٹی کے علی الصباح راہ فرار اختیار کرنا' یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا' میری نگاہ میں وہ منظر بھی تھا جب مولوی اسماعیل آف گوجرہ بدحواسی کے عالم میں کافیہ کی عبارت پڑھتے وقت ''الکلمۃ لفظ'' کی بجائے ''لفظاً'' پڑھتے اور کبھی ''الکلمۃ لمعنی'' کہتے تھے اور قبلہ کاظمی صاحب کی گرفت اور علمی اعتراضات سے عاجز آ کر مبہوت ہو جاتے تھے' اس کے باوجود اخبار ''درنجف'' کے کذب وافتراء کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا' اور یہ اس لئے کہ جس مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو' بلکہ دین کے دس حصوں میں سے نو حصے صرف جھوٹ ہو (جس کا نام تقیہ کے طور پر تقیہ رکھ لیا گیا ہے) اس کے حامی جھوٹ نہ بولیں تو کیا کریں۔

ناظرین کرام بطور نمونہ اخبار ''درنجف'' کا سفید جھوٹ ملاحظہ فرمائیں، درنجف لکھتا ہے!

''ریاست بہاولپور ضلع رحیم یار خان تھانہ آباد پور موضع احسان پور میں اہل سنت کے اصرار پر ایک مناظرہ مورخہ یکم ۲ جنوری ۵۴ء کو مسئلہ خلافت راشدہ و مسئلہ فدک پر قرار پایا''۔

''درنجف'' ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۱ کی اس عبارت میں ''درنجف'' نے دو جھوٹ بولے، ایک یہ کہ ''اہل سنت کے اصرار پر'' دوسرے یہ کہ ''مناظرہ قرار پایا'' حقیقت یہ ہے کہ نہ تو اہل سنت نے اصرار کیا اور نہ کوئی مناظرہ قرار پایا، اگر درنجف سچا ہے تو وہ تحریر شائع کرے، جس کی رو سے مناظرہ قرار پانا ثابت ہو، ایسی تحریر پیش کرنے پر مبلغ پچاس روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں، اگر سچے ہو تو تحریر دکھاؤ اور انعام حاصل کرو۔

ضروری گزارش

اس سلسلہ میں سب سے پہلے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ واقعات کی وہ مفصل روئیداد جس کی روشنی میں یہ بیان شائع ہوا تھا، اسی موقع پر وہاں کے بعض معززین نے مکمل طور پر قلم بند کر لی تھی، جو اسی وقت احسان پور کے عظیم الشان جلسہ میں پڑھ کر سنائی گئی، جس میں سنی، شیعہ ہر خیال کے لوگ موجود تھے، تمام حاضرین نے اس کی تصدیق کی اور اسی جلسہ میں مقامی وغیر مقامی معززین نے اس روئیداد پر دستخط کئے جس کا آخری مضمون مع بعض دستخطوں کے اس بیان کے آخر میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے، جو صاحب اصل روئیداد اور اصل دستخط دیکھنا چاہیں وہ ہمارے پاس آکر دیکھ سکتے ہیں، ان شاء اللہ نقل مطابق اصل ہو گی، کیونکہ وہاں کوئی باقاعدہ مناظرہ نہیں ہوا تھا، اس لئے اس کی اشاعت کوئی خاص اہمیت نہ رکھتی تھی، لیکن درنجف کی غلط بیانی کے بعد ضروری ہو گیا کہ صحیح اور مصدقہ واقعات عوام کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔

ان حالات کے متعلق درنجف کا شائع کردہ بیان قطعاً غلط ہے جس کی روشن دلیل یہ ہے کہ اس کے پاس اس کے بیان کی تصدیق میں کوئی تحریری شہادت موجود نہیں۔ اگر کوئی معمولی سی ادنیٰ درجہ کی تحریر بھی اس کے پاس موجود ہوتی تو وہ اسے ضرور شائع کرتا۔ اہل

انصاف کے لئے حق و باطل میں امتیاز کے لئے اتنی بات ہی کافی ہو سکتی ہے۔

''درنجف'' کے بے بنیاد بیان اور کذب و افترا کی وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب آف گوجرہ اور ان کی پارٹی کو بھی یہ خطرہ لاحق تھا کہ اگر اہل سنت نے صحیح واقعات شائع کر دیئے تو علاوہ ندامت کے دکانداری کو بھی سخت دھکا لگے گا۔ اس لئے ایک فرضی گفت گو مرتب کر کے قبل از مرگ واویلا شروع کر دیا گیا لیکن ان شاء اللہ العزیز ناظرین کرام کو معلوم ہو جائے گا کہ ''درنجف'' اس اشاعت میں ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد'' کا صحیح مصداق ہے۔

''درنجف'' نے جو بالکل جھوٹی باتیں گفتگو کے ضمن میں بیان کی ہیں۔ حالانکہ سلسلہ ہائے گفتگو میں قطعاً مذکور نہیں ہوئیں۔ ان شاء اللہ ان سب کا جواب بھی عنقریب شائع کیا جائے گا۔ جس کے ضمن میں درنجف کے دروغ بافی کا پردہ بھی چاک ہو جائے گا ناظرین کرام منتظر رہیں۔ ہم واقعات کی صحیح اور مصدقہ تفصیلات شائع کر رہے ہیں۔

اصل واقعات یہ ہیں کہ احسان پور میں اس سے پہلے سنی شیعہ متعدد جلسے منعقد کر چکے تھے شیعہ ہر جلسے میں سنیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیتے تھے اس دفعہ بھی شیعوں نے حسب دستور سنیوں کو زبانی چیلنج دیا۔ جس کو اہل سنت نے منظور نہیں کیا اور ان سے تحریری چیلنج کا مطالبہ کیا گیا مگر شیعوں نے صاف انکار کر دیا۔

اہل سنت نے شیعوں کے جلسہ کے ایام میں ایک تبلیغی جلسہ مقرر کر کے حضرت قبلہ علامہ کاظمی صاحب اور حضرت مولانا حسین بخش صاحب چہار یاری اور حضرت مولانا محمد جعفر صاحب تونسوی مدرس مدرسہ انوار العلوم و مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی اور بعض دیگر علماء اور اکابر اہل سنت کو دعوت دی۔ صاحب دعوت جام محمد حسن صاحب نے شیعوں کے زبانی چیلنج اور جلسے کا تذکرہ بھی کر دیا..... حضرت علامہ کاظمی صاحب احتیاطاً ضروری کتابیں ہمراہ لے کر احسان پور پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ سلطان بالا دین صاحب اویسی مدظلہ العالی بھی علمائے اہل سنت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ احسان پور پہنچ کر معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب چیخ چیخ کر اپنے مخصوص سوقیانہ انداز میں مناظرہ کا چیلنج دیتے رہے

ہیں۔ علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو یہیں بلا لیجئے جو کچھ بات چیت ہو گی ہمارے ان کے مابین بالمشافہ ہو جائے گی چنانچہ بصد مشکل مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب مع اپنی پارٹی کے تشریف لائے۔ سنی شیعہ داعیان جلسہ بھی موجود تھے اور ان کا خیال تھا کہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور باغ فدک کے مسئلہ پر سنی شیعہ علماء کی گفتگو ہو جائے گی اور ہم لوگ جانبین کی گفتگو سن لیں۔ جن لوگوں کے دل میں شکوک وشبہات ہیں اس طرح وہ آسانی سے زائل ہو جائیں گے! لیکن مولوی اسماعیل صاحب بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نکاح ام کلثوم کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے کسی طرح تیار نہ ہوئے اور مسئلہ خلافت اور باغ فدک پر مناظرہ کے لئے بار بار چیختے رہے۔

حضرت قبلہ علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نہایت متین' سنجیدہ اور مہذب باوقار عالم دین ہیں آپ کی گفتگو بھی نہایت سنجیدہ اور فاضلانہ تہذیب کے ساتھ تھی مگر مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب کی تہذیب الامان والحفیظ بے تکی ہانکے چلے جانا' بے پناہ شوروغل' چیخنا' چلانا' رانیں پیٹنا' اور ہاتھ پاؤں پھیلانا' بس اس کے سوا کوئی شائستگی اور تہذیب ان کے پاس نہ تھی۔

مناظر اہل سنت کا آغاز

حضرت علامہ کاظمی صاحب نے مولوی اسماعیل آف گوجرہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا جس مسئلہ پر آپ گفتگو چاہیں گے ان شاء اللہ العزیز اسی مسئلہ پر میں آپ سے گفتگو کروں گا۔ مگر یہ بتایئے کہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نکاح ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسئلہ پر گفتگو کرنے سے آپ اس قدر پہلوتہی کیوں فرما رہے ہیں۔ خلافت کا مسئلہ تو ایک بنیادی مسئلہ ہے اس پر ضرور گفتگو ہونی چاہیے اور باغ فدک کے مسئلہ پر بھی بات چیت کرنے کے لئے میں حاضر ہوں۔ لیکن میری ناقص رائے میں اگر بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نکاح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مسئلہ اگر طے ہو جائے تو یہ فیصلہ باغ فدک کے فیصلہ کی بہ نسبت منزل مقصود سے زیادہ قریب ہوگا۔ کیونکہ باغ فدک کے مسئلہ میں میرا منصب یہ ہوگا کہ میں دلائل کی روشنی میں اس امر کو واضح کر دوں کہ سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کا باغ فدک نہ دینا ان کے حق میں موجب طعن نہیں اور آپ کا منصب یہ ہوگا کہ (معاذ اللہ) اس چیز کو آپ ان کے لئے موجب طعن ثابت کریں ثبوت طعن آپ کا منصب ہے اور نفی طعن میرا ذمہ اور یہ امر ظاہر ہے کہ نہ ثبوت طعن کے لئے عدم ایمان ونفی خلافت حقہ لازم ہے نہ نفی طعن ثبوت ایمان وخلافت حقہ کو مستلزم۔ البتہ اگر بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ زیر بحث آئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں زمانہ اسلام میں (غیر مومنین کے ساتھ مومنات کا نکاح حرام ہونے کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کا ہونا دلائل سے ثابت ہو جائے نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو یہ امر منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے بہترین ذریعہ اور قریب ترین راستہ ہے مولانا آف گوجرہ صاحب میں ایسی لیاقت کہاں تھی کہ وہ حضرت علامہ کاظمی کے جامع کلام کو اچھی طرح سمجھ سکتے تھے انہوں نے ایک اودھم مچانا شروع کر دیا اور بے سوچے سمجھے جو کچھ اول فول زبان پر آیا فرماتے رہے ہاتھ پاؤں پھینکنے اور رانیں پیٹنے سے انہیں فرصت ہی نہ تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہیں۔

شیعہ مناظر کا جواب

قبلہ کاظمی صاحب کی تقریر کے جواب میں فرمایا کہ واہ کاظمی صاحب رشتہ داریوں سے بھی مسائل ثابت ہوا کرتے ہیں۔ اگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کا نکاح (حضرت) عثمان' یا ام کلثوم کا نکاح (حضرت) عمر سے ثابت ہو جائے تو اس سے فقط رشتہ داری ثابت ہو گی۔ ایمان اور خلافت کا ثبوت کیسے ہوگا؟

علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا مولانا معاف فرمائیں آپ میرا مطلب نہیں سمجھے ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ رشتہ داری ایمان وخلافت حقہ کی دلیل ہے۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنات کا نکاح غیر مومنین سے حرام کر دیا تو اگر اس حکم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اپنی مومنہ بیٹی کا نکاح (کسی بے دین' مرتد سے   کر دیں تو (نعوذ باللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی

مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور عاصی قرار پائیں گے اگر نبی وعلی کا عاصی ہونا آپ کے نزدیک ممکن ہے تو حضرت عمر و عثمان غنی کو (معاذ اللہ) مرتد و بے دین قرار دیجئے۔ ورنہ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی طرح بے ایمان نہیں ہو سکتے۔ نبی وعلی علیہم السلام کے دامن اقدس کو داغ معصیت سے بچانے کے لئے آپ پر واجب ہوگا کہ عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی مومن اور پاکباز قرار دیں۔

حق وصداقت کی شان آپ نے ملاحظہ فرمائی اہل بیت اور صحابہ کو قدرت ایزدی نے ایسا ملا دیا ہے کہ اگر ایک دامن پکڑیں تو دوسرے سے بھی وابستگی لازم ہو جاتی ہے اور اگر دوسرے کو چھوڑیں تو پہلے سے بھی انقطاع کرنا پڑتا ہے۔ صحابہ کرام کے بغیر اہل بیت سے تعلق نہیں ہو سکتا اور اہل بیت کے بغیر صحابہ سے کوئی نسبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ مرتب)

علامہ کاظمی صاحب نے مزید فرمایا کہ مولانا یہ خیال آپ کا بالکل غلط ہے کہ میں رشتہ داری سے ایمان یا خلافت ثابت کرنا چاہتا ہوں محض رشتہ داریوں سے استدلال تو آپ حضرات کا شیوہ ہے اسی قرابت اور رشتہ داری کی دلیل سے آپ اہل بیت کی فضیلت ثابت کیا کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب سے حضرت علامہ کاظمی صاحب کے دلائل کا کوئی جواب نہ بن آیا اور کھسیانے ہو کر وہی باتیں دہرانی شروع کیں فرمانے لگے کہ رشتہ داریوں سے ایمان ثابت ہوتا تو آپ کے نزدیک حضور علیہ السلام کے والدین مومن ہوتے۔ علاوہ ازیں رسول اللہ کی لڑکیوں کے متعلق آپ کا مذہب ہے کہ کافروں سے بیاہی گئیں اب بتائیے کہ رشتہ داری دلیل ایمان ہے تو ان کفار کو بھی آپ مومن تسلیم کرتے ہیں جن سے حضور کی بیٹیوں کا نکاح ہوا تھا اور ہاں دولابی نے لکھا ہے کہ عثمان کا نکاح رقیہ سے زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ اب تو آپ کی دلیل کا حال آپ پر روشن ہو گیا۔

علامہ کاظمی نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا کہ مولانا: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا نکاح زمانہ اسلام میں ہونا تو ایک ایسی بات ہے جس کو آپ کے شیعہ علماء بھی نہیں چھپا سکے۔ ان شاء

اللہ تعالیٰ شیعہ کتب سے ثابت کروں گا کہ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ نبوت سے دو نور (دو صاحبزادیوں کی شکل میں) زمانہ اسلام میں عطا ہوئے۔ آپ اس مسئلہ پر گفت گو کے لئے آمادہ تو ہو جائیں پھر واضح کر دیا جائے گا کہ بے بنیاد روایات سے فریب دہی کا پردہ کس طرح چاک کیا جاتا ہے آپ ایک روایت ایسی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ اسلام میں کسی بے دین کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا ہے اور بحمدہ تعالیٰ میں آپ کی مستند کتابوں سے ابھی ثابت کر دوں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ اسلام میں اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح (یکے بعد دیگرے) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا اور حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق کے ساتھ کر دیا۔

مسئلہ ایمانِ والدین کریمین

رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کا مسئلہ تو اسے آپ نے بالکل بے محل پیش کر دیا اول تو یہ کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ رشتہ داری میرے نزدیک ہرگز دلیل ایمان نہیں۔ البتہ اس مسئلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ کا آپ کے مسلمہ اصول کے موافق احکام خداوندی کی نافرمانی سے پاک ہونا حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ایمان کی دلیل ہے دوسرے یہ کہ میرا مسلک اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علی وسلم کے والدین کریمین مومن تھے۔

مولانا صاحب آف گوجرہ، حضرت علامہ کے اس واضح اور روشن جواب کو بھی نہ سمجھ سکے اور ان پر ایک دورہ سا پڑا۔ بڑے زور سے چلا کر بولے ارے مسلمانو! میں سنیوں کی پانچ سو کتابوں سے ابھی ثابت کر سکتا ہوں کہ سنیوں کے مذہب میں رسول اللہ کے والدین کفر پر مرے، رانیں پیٹ کر اچھلتے اور ہاتھ پھینکتے ہوئے (شاید اپنی قابلیت کا ماتم فرماتے ہوئے) مولانا آف گوجرہ صاحب نے فرمایا: ''ہائے مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سخت توہین ہو گئی ہائے ہائے رسول اللہ کے والد کو سنی کافر کہتے ہیں دیکھو یہ سنیوں کی کتاب ہے اس میں لکھا ہوا ہے ''ماتا علی الکفر''

حضرت علامہ کاظمی صاحب نے نہایت فاضلانہ انداز میں فرمایا کہ مولانا آپ کی گفتگو مجھ سے ہو رہی ہے نہ کہ ان حاضرین سے۔ آپ میری طرف متوجہ ہو کر بات کیجئے میں آپ کو جواب دوں گا ان عوام سے آپ کیا تخاطب فرما رہے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان یا عدم ایمان کی صراحت کسی نص قطعی میں وارد ہوئی ہے یا نہیں؟

مولانا اسماعیل آف گوجرہ صاحب اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ علامہ کاظمی نے مکرر فرمایا کہ مولانا فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین کا ایمان یا عدم ایمان کسی آیت قرآنیہ میں مصرح ہے یا نہیں۔ لیکن مولانا آف گوجرہ صاحب ایسے مبہوت ہوئے کہ نفی یا اثبات میں کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔ بالآخر علامہ کاظمی نے فرمایا کہ مولانا میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کسی نص قطعی میں منصوص و مصرح نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جو مسئلہ منصوص قطعی نہ ہو۔ وہ ظنی اور کبھی مجتہد فیہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے علمائے امت نے قرآن و حدیث میں غور و تدبر کیا اور اجتہاد فرمایا۔ اجتہادی مسائل میں عموماً اختلاف واقع ہو جاتا ہے اس لئے یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ بین العلماء ہو گیا۔ بعض نے عدم ایمان کا قول کیا اور بعض نے سکوت کو اولیٰ سمجھا چونکہ تینوں قول بر بنائے اجتہاد ہیں۔ اس لئے کسی کے قائل کی تضلیل و تفسیق نہیں ہو سکتی۔ اگر محض رشتہ داری ہمارے نزدیک دلیل ایمان ہوتی تو ہمارے آئمہ اہل سنت کو اجتہاد کی ضرورت ہی واقع نہ ہوتی جس طرح آپ حضرات نے محض رشتہ داری کو دلیل ایمان سمجھا ہوا ہے لیکن چونکہ اصل دین سے اس مسئلہ کو تعلق نہیں اس لئے ہمارے نزدیک یہ فروعی مسائل سے ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس مسئلہ کے ذکر سے بجز نقصان کے آپ کو کیا فائدہ پہنچا۔

مولانا اسماعیل آف گوجرہ صاحب نے پھر وہی شور مچانا شروع کیا جو پہلے سے مچا رہے تھے بڑے زور سے دونوں رانیں پیٹ کر فرمانے لگے ہائے مسلمانو! غضب ہے رسول اللہ کی اس سے بڑھ کر کیا توہین ہو گی کہ حضور کے والدین کو کافر کہا جائے۔ حضرت علامہ کاظمی نے فرمایا کہ اچھا' مولانا یہ بتایئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کے

ایمان کا مسئلہ آپ کے نزدیک اصولی ہے یا فروعی؟ مولوی صاحب اس سوال کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے۔

علامہ کاظمی صاحب نے مکرر فرمایا کہ مولانا فرمایئے اب آپ بولتے کیوں نہیں جلدی بتایئے یہ مسئلہ آپ کے نزدیک اصولی ہے یا فروعی؟ کاظمی صاحب قبلہ کے بار بار اصرار فرمانے پر بھی مولوی آف گوجرہ صاحب کوئی جواب نہ دے سکے بالآخر مفتی عابد حسین آف ڈیرہ غازی خان صاحب کو اپنے مبلغ اعظم کی حالت زار پر رحم آ گیا وہ فرمانے لگے کہ یہ مسئلہ اصولی بھی ہے فروعی بھی۔ مولانا آف ڈیرہ غازی خان صاحب کے اس انوکھے جواب پر اہل فہم حاضرین بے ساختہ ہنس پڑے مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے رفیق حال کا یہ عبرتناک حال دیکھا تو جلدی سے فرمانے لگے نہیں یہ مسئلہ ہمارے نزدیک فروعی ہے۔

قبلہ کاظمی صاحب نے نہایت متین انداز میں فرمایا کہ مولانا ابھی تو آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ مسلمانو! اس سے بڑھ کر توہین رسول کیا ہو سکتی ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والدین کو کافر کہہ دیا جائے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں عدم ایمان کا قول توہین رسول ہے اور اب آپ اس مسئلہ کو فروعی بتا رہے ہیں جس کا بین مفہوم یہ ہے کہ توہین رسول آپ کے نزدیک ایک فروعی مسئلہ ہے۔ العیاذ باللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا جو اس وقت آپ نے ظاہر فرمایا۔

مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب اور ان کی تمام پارٹی کی حالت اس وقت قابل دید تھی ایسی ذلت و رسوائی شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔ (اے کاش درنجف کے مدیر صاحب اس موقعہ پر آپ اپنے مبلغ اعظم کی ندامت کا حال بچشم خود ملاحظہ فرماتے تو آپ کو اپنے اخبار کا ڈیڑھ ورق سیاہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب اور ان کی پوری پارٹی قبلہ کاظمی صاحب کی اس گرفت سے کسی طرح جانبر نہ ہو سکی اور جواب دینے کی بجائے الٹا ایک سوال مولوی اسماعیل صاحب نے پیش کیا اور کہنے لگے کاظمی صاحب آپ کے نزدیک اصل دین کیا ہے؟ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ مولانا میرے نزدیک اصل دین کلمہ طیبہ لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ مولوی اسماعیل نے اپنی سابقہ ندامت کو دور کرنے کے لئے تمسخرانہ لہجہ میں کہا کہ اچھا پھر تو ابوبکر کا ماننا بھی آپ کے نزدیک ضروری نہیں۔ کاظمی صاحب نے جواب دیا کہ مولانا اصل دین کلمہ طیبہ ہی ہے اس کے علاوہ بعض امور ضروریات دین اور لوازم حصول دین سے ہیں۔ جن کا منکر کافر اور بے دین ہے اگر آپ کو اسی مسئلہ پر گفتگو کا شوق ہے تو بسم اللہ میں حاضر ہوں۔

مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب نے فرمایا لو بھائی مسلمانو! اب تو ابوبکر کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی اور علی کو بھی جس کا دل چاہے مانے اور جس کا دل نہ چاہے نہ مانے۔ کاظمی صاحب نے فرمایا مولانا: آپ کے عالمانہ شان اور طرز تکلم پر مجھے حیرت ہے ابوبکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ماننے کو غیر ضروری کہنا آپ کا اپنا مقولہ ہے میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ اصل دین صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے یہ وہ کلمہ ہے جس کا شاہد اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اس میں کچھ تحریف ہے اور اس کلمہ میں آپ کو کچھ تردد ہے تو آپ کوئی دوسرا کلمہ پڑھیں جس میں آپ کے مسلک کے مطابق اصل دین مذکور ہے۔

مولوی اسماعیل آف گوجرہ صاحب نے فرمایا آپ اپنا یہ کلمہ قرآن میں یکجا دکھلائیں کاظمی صاحب نے فرمایا' آپ کے نزدیک کلمہ وہی ہے جو قرآن میں یکجا ہو اور جو کلمہ قرآن میں یکجا نہ ہو وہ کلمہ نہیں۔ مولوی صاحب اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے اور فرمانے لگے آپ کو کیا حق ہے کہ آپ قرآن مجید کو توڑ مروڑ کر کلمہ بنائیں۔ کاظمی صاحب نے فرمایا مولانا! اس کو توڑ مروڑ نہیں کہتے اور اگر آپ اس کو قطع و برید ہی کہتے ہیں تو آپ اپنا کلمہ بغیر قطع و برید کے دکھلائیں بلکہ میں تو یہ عرض کروں گا کہ آپ اپنے کلمے کو قرآن مجید کے مختلف مقامات ہی سے ثابت کر دیں لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے اور اگر آپ سچے ہیں تو اپنا کلمہ پڑھئے پھر میں آپ سے اس کا ثبوت طلب کروں گا مولوی اسماعیل صاحب ایسے مبہوت ہوئے کہ اپنا کلمہ نہ پڑھ سکے۔ علامہ کاظمی مدظلہ نے ہر چند مطالبہ کیا مگر مولوی اسماعیل صاحب کی زبان سے کلمہ نہ نکلا اس وقت بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مولوی اسماعیل صاحب قبر میں نکیرین کے سامنے بیٹھے ہوئے "من ربک

وما دینک "" تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے کے جواب میں زبان حال سے "ھا ھا لا ادری" کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں حاضرین اس منظر کو دیکھ کر حیران تھے کہ جس شخص کو شیعہ مذہب کا مبلغ اعظم کہا جاتا ہے وہ علامہ کاظمی صاحب کے سامنے کلمہ تک پڑھنے سے عاجز ہے۔ قبلہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ مولانا آپ اپنے عبرتناک حال پر ذرا غور فرمائیں کہ کلمہ آپ کی زبان پر جاری نہیں ہوسکتا۔ ایک مسلمان کے نزدیک اس سے بڑھ کر خدا کا غضب کیا ہو سکتا ہے۔

آخر کار مولوی عابد حسین آف ڈیرہ غازی خان صاحب کو اپنے مبلغ اعظم کی حالت زار پر رحم آ گیا۔ وہ فرمانے لگے اچھا لیجئے' میں کلمہ پڑھتا ہوں قبلہ کاظمی صاحب نے فرمایا بہت خوب آپ ہی پڑھئے۔ میں نے آج تہیہ کر لیا ہے کہ آپ حضرات کو کلمہ پڑھوائے بغیر نہ اٹھوں گا الغرض مولوی عابد حسین صاحب موصوف نے بڑی مشکل سے حسب ذیل کلمہ پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔ علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے پڑھا ہے وہ پورا کلمہ نہیں' بلکہ ادھورا ہے مولوی عابد حسین صاحب نے پھر کہا کہ میں نے بالکل پورا کلمہ پڑھا ہے۔ قبلہ کاظمی صاحب نے اسی وقت شیعوں کی مستند کتاب پیش کی۔ جس کا نام "نماز شیعہ مترجم" تھا جو آفتاب پاکستان مولوی سید ذوالفقار علی صاحب کی مرتبہ تھی اور جس پر تحریر تھا حسب فتویٰ آقائے اصفہانی اعلی اللہ مقامہ اس میں لکھا تھا۔ "کلمہ طیبہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل" قبلہ کاظمی صاحب نے جب یہ کتاب دکھائی تو اس وقت علماء شیعہ کی ایسی مٹی پلید ہوئی کہ قابل بیان نہیں۔ مبلغ اعظم صاحب تو پہلے ہی مبہوت تھے اب تمام پارٹی حواس باختہ ہوگئی۔ علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا اب بتایئے مولانا آپ نے پورا کلمہ پڑھا تھا یا ادھورا؟ مولوی عابد حسین نے انتہائی ندامت سے سر جھکا کر کہا یہ تو صفات کا ذکر ہے قبلہ کاظمی صاحب نے فرمایا یہاں ذات وصفات سے تو بحث نہ تھی بحث تو اس بات میں تھی کہ آپ نے جو کلمہ پڑھا تھا وہ کامل تھا یا ناقص۔ آپ کامل ہونے پر اصرار فرما رہے تھے۔ الحمد للہ میں نے ثابت کر دیا کہ ناقص ہے۔

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ یہ صفات ہیں تو کیا صفات کلمہ سے خارج ہیں۔ دیکھئے الوہیت اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں بلکہ صفت ہے اسی طرح رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں بلکہ صفت ہے۔ نیز ولایت بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات نہیں بلکہ صفت ہے تو پھر ان صفات کو بھی کلمے سے خارج کیجئے۔ مولوی عابد حسین اور ان کی تمام پارٹی مع مبلغ اعظم صاحب کے علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے اس شکنجے میں ایسے کسے گئے کہ کسی صورت بھی نجات نصیب نہ ہوئی۔ اس کے بعد بطور اتمام حجت حضرت علامہ کاظمی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مولانا آپ مجھ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اپنا کلمہ قرآن مجید میں یکجا دکھائیے۔ میں آپ سے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ ازراہ کرم آپ قرآن مجید کے متعدد مقامات سے اپنا کلمہ ثابت کر دیجئے۔ میں آپ سے یہ بھی نہیں کہتا کہ آپ بعینہٖ قرآن مجید کی کسی نص صریحہ سے ثابت کر دیں جس میں کسی قسم کا خفا اور احتمال تاویل نہ ہو۔ کوئی آیت ایسی پڑھیں جو علی ولی اللہ کے مضمون میں عبارت النص ہو۔ اسی طرح کسی آیت صریحہ سے وصی رسول اللہ کا مفہوم ثابت کیجئے علی ہذا خلیفہ بلافصل کے ثبوت پر کوئی آیت قطعی الدلالۃ پیش فرمائیے۔

قبلہ کاظمی صاحب نے غیر مبہم الفاظ میں فرمایا کہ مولانا جس طرح ہمارے کلمے پر قرآن شاہد ہے اس طرح آپ اپنے کلمے کی شہادت قرآن کریم سے پیش کریں۔ جس کا کوئی جواب پوری پارٹی میں سے نہ ہو سکا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا۔ والذین معہ اشداء علی الکفار سے ہمارا کلمہ ثابت ہوتا ہے جس پر حاضرین نے بے ساختہ قہقہہ لگایا اور مبلغ اعظم صاحب کھسیانے ہو کر بے تکی ہانکنے لگے۔ شیعوں نے اپنا مناظرہ اور باقی علماء کی یہ حالت دیکھی تو فوراً وہ آخری حربہ استعمال کیا جو اس موقع پر اس قسم کے حضرات کیا کرتے ہیں۔ یعنی ایک شیعہ نے بلاوجہ ان پڑھ سنی کے منہ پر طمانچہ رسید کیا اس بندہ خدا نے بغیر سوچے سمجھے اس کا جواب گھونسے سے دیا۔ پھر اس کا جواب الجواب ہوا الغرض گھونسہ' لات کا مقابلہ شروع ہو گیا اور اس طرح علماء شیعہ کو حضرت علامہ کاظمی صاحب کے شکنجے سے بخیر وعافیت نجات نصیب ہوئی۔ چلتے وقت مولوی

عابد حسین صاحب کہنے لگے کہ خلافت اور باغ فدک کے مسئلہ پر کل مناظرہ ہو گا۔ علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ ان ہوائی باتوں کی ہمارے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے۔ زبان پر ہمیں اعتبار ہے اگر آپ واقعی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو تحریری چیلنج دیجئے اور باقاعدہ مناظرہ کیجئے لیکن حق کا رعب ایسا ہوا کہ باطل کے لئے بجز راہ فرار کے کوئی راستہ باقی نہ رہا۔ مولوی اسماعیل اپنی پارٹی اور باقی تمام شیعہ صاحبان کے ساتھ بدحواسی کے عالم میں واپس چلے گئے۔

پھر جلسہ کے دوسرے دن حضرت مولانا محمد جعفر صاحب تونسوی اور مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی شاگردان علامہ کاظمی صاحب بھی احسان پور پہنچ گئے جن کی تشریف آوری علماء شیعہ کے لئے مزید پریشانی کا باعث ہوئی۔ مولانا محمد جعفر صاحب نے تقریر میں فرمایا کہ ہم لوگوں کی موجودگی میں ہمارے استاد معظم حضرت علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو مناظرہ کی تکلیف دینا ہمارے لئے کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا جو لوگ اب تک چیخ چیخ کر مناظرہ کا چیلنج دیتے رہے ہیں اگر ان میں ذرہ برابر بھی شرم و حیا کا مادہ ہے تو وہ میرے سامنے آجائیں ان شاء اللہ العزیز ان کی صداقت اور ان کی علمی قابلیت کا پردہ ابھی چاک ہو جائے گا لیکن صدائے برنخواست' بالآخر اہل سنت کی طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی کہ ایک خاص مجلس میں شیعہ سنی علماء کی گفتگو ہو جائے جس میں فریقین کے تیس تیس آدمی موجود ہوں۔ لیکن شیعوں کی طرف سے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ تیسرے دن صبح آٹھ بجے تک انتظار کیا گیا۔ آخر کار مولوی محمد جعفر صاحب بذات خود غلام جعفر شاہ صاحب ذیلدار داعی علماء شیعہ کے مکان پر پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ آپ کے علماء خصوصاً مولوی اسماعیل صاحب میدان میں کیوں نہیں آتے۔ جعفر شاہ صاحب نے انکشاف کیا کہ مولوی اسماعیل صاحب اور باقی تمام علماء شیعہ صبح چھ بجے چلے گئے مولوی محمد جعفر صاحب افسوس کے ساتھ واپس ہوئے اس دن بھی اہل سنت کا عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں تمام واقعات کی تفصیلات بیان کی گئیں۔

اصل مصدقہ روئیداد کے مضمون کا وہ آخری حصہ جس کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے حسب

ذیل ہے۔ ''یہ واقعات جو قلمبند کئے گئے ہیں لفظ بہ لفظ صحیح ہیں احسان پور کے مقامی معززین و دیگر بزرگان ملت و اکابر اہل سنت کی تصدیقات صرف اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ فریق مخالف کو جھوٹ اور غلط پروپیگنڈے میں کامیابی نہ ہو اور عامۃ المسلمین پر اصلی واقعات واضح ہو جائیں اگر فریق مخالف کی طرف سے اس بیان کی خلاف کوئی چیز پبلک کے سامنے پیش کی گئی تو وہ سراسر کذب و افترا اور بہتان طرازی ہوگی مسلمانوں کو اس حقیقت سے باخبر رہنا چاہیے۔

نوٹ: یہ تمام مضمون مجمع عام میں پڑھ کر سنایا گیا اور تمام حاضرین نے سن کر تصدیق کی۔

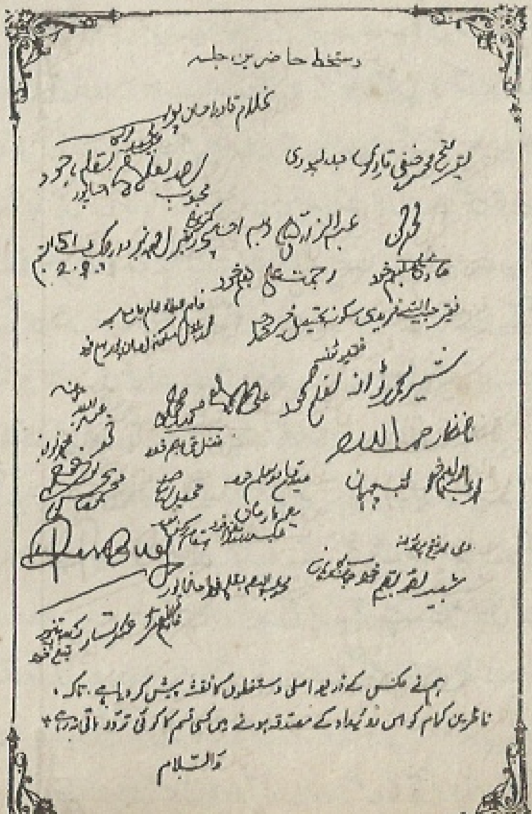

قابلِ مطالعہ کتابیں

سیرتِ رسولِ عربی ﷺ
پروفیسر علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ

القولُ الجلی
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کشفُ المحجوب (اردو)
مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

سامانِ آخرت
علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی

سیرتِ غوثِ اعظم
علامہ سید مراد علی شاہ مہروی

اتباعِ سنتِ نبوی ﷺ اور دعوتِ اسلامی
سید فیض عباس قمر

اطیبُ البیان
حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

تذکرۃ الاولیاءُ (اردو)

مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
7225605